ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.6, Issue.3 (2023)
(July - September)

Qur'anic Perspective on Human Creation (Spirit and Existence): A Research Review

ایک تحقیقی جائزہ: تخلیق انسانی (روح و وجود) سے متعلق قرآنی نقطہ نظر

Ms. Najma Bibi[1]
Ms. Shazia Begum[2]
Dr. Naseem Akhter [3]

Abstract: The Holy Qur'an is the last Holy Book of Allah Almighty to guide humankind. It contains the essence of all previous heavenly books, so this Holy Book guides man to the point where his intellect reaches its final limit. Thus, there was a surprising path. In this Holy Book, Allah Ta'ala invited a man to know himself through the signs of his power. Sometimes, man is invited to consider his body, sometimes he is invited to consider his environment, and sometimes to consider heavens. It is said that there is an invitation to gaze at water and fire. The purpose of this invitation is to divert the human gaze from matter and direct it towards the creator of matter. The different stages of human birth are mentioned in the Holy Qur'an and also in scientific sciences, but there is a big difference in the purpose of both. To understand this difference, we can give an example such as a butcher cutting an animal like a bull by the head. The toe looks carefully, and the doctor looks carefully, but the purpose is different. The doctor will see which medicine is useful in this disease, which will relieve him from this pain, in the same way, when the Holy Qur'an mentions man and the universe, the intention is that man should meditate on these things. Let him know his purpose in life and by knowing his creator and owner, follow his enlightened principles, obey him, engage in the good and service of his creatures, and get eternal peace and comfort.

تعارف

[1]PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan.
[2] PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan.
[3] Associate Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan. ***Corresponding Author: khtr_nsm@yahoo.com**

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے قرآن مجید کو آخری کتاب کے طور پر نازل کیا تاکہ بنی نوع انسان اس کتاب سے رہنمائی حاصل کرے، اس کتاب میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں دیکھا کر اپنے بندوں کو غور و فکر کی دعوت دی ہیں قرآن میں انسان کی [4] تخلیق کو بہت جامع انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے

تاکہ انسان اس پر غور کر کے اپنے خالق کو پہچان سکے۔ کہ کس طرح اللہ نے ایک نفس سے دنیا میں انسان پیدا کئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کو بھیجنے کا ارادہ کیا تو اس امر سے فرشتوں کو آگاہ کیا۔ جیسے قرآن میں ہے کہ

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[1]

میں زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں[2].

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ

اے لوگوں اپنے رب سے ڈور جس نے تجھے ایک نفس سے پیدا فرمایا۔[3]

وَهُوَ الَّذِيَ أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ

اور اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری نشو و نما ایک جان سے کی۔[4]

انسان کی تخلیق مختلف مراحل سے گزار کر وجود میں آئی ہے مٹی سے انسان کی تخلیق کا یہ حیرت انگیز سفر کچھ ایسا ہے کہ مٹی میں جب پانی کو شامل کیا جاتا ہے تو مٹی نم ہو جاتی ہو اور اس میں بیج نکل آتے ہیں پھر یہ بیج ترقی کرتے ہوئے درختوں اور پودوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور زمین میں موجود بے شمار قسم کے عناصر یعنی کاربن، لوہا، آکسیجن، کیلشیم وغیرہ میٹھی ترش سبزیوں اور پھلوں کا روپ سامنے آتے ہیں پھر یہی عناصر غذا کی شکل میں جب انسان کھاتا ہے تو معدہ کے زریعے انسان کے خون اور گوشت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں پھر انہی غذاؤں کا جوہر نکل کر انسان کے جسم میں منی کے قطرے کی شکل میں تیار ہو جاتا ہے اور اسی سے اک نئے انسان کے دنیا میں آنے کا سامان ہو جاتا ہے ۔

ادبی جائزہ

تخلیق کائنات کے موضوع پر اس سے قبل بھی مختلف کتب اور آرٹیکل لکھے جا چکے ہیں جیسے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی "اسلام اور جدید سائنس "ڈاکٹر میجر ظہیر احمد " قرآن کی حقانیت کے دلائل پر مبنی کتاب "ڈاکٹر فضل کریم کی قرآن اور جدید سائنس "ہیں۔

روح کیا ہے؟

روح کی لغوی معنی دراصل "نفس "اور "دوڑنے " کے ہیں۔ قرآن مجید میں لفظ روح کو کئی معنی میں استعمال کیا گیا ہیں جیسے کہ سورۃ البقراہ میں انبیاء کرام کو رسالت کی انجام دہی میں تقویت پہنچانے والی مقدس روح کی معنی میں آئی ہے مثلاً

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ[5]

اس کے علاوہ سورۃ المجادلہ میں مومنین کو تقویت پہنچانے والی اللہ کی روحانی قوت کے طور پر استعمال ہوا ہے جیسے کہ

أُوْلَئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِہِمْ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَہُمْ بِرُوحٍ مِنْہُ [6]

کبھی کبھی لفظ روح اللہ کے خاص فرشتوں میں سے ایک برتر اور عظیم فرشتے کے طور پر آیا ہے جیسے کہ سورۃ القدر میں

"تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ"[7]

جسم اور روح کے بارے میں قرآن کا نقطہ نظر

اکثر اوقات صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ سے روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کرتے تھے کہ روح کیا ہے؟ تو قرآن مجید نے اس سوال کا جواب بہت ہی جامع انداز میں دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا"[8]

"اور یہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے روح کو رب کا امر قرار دے کر انسان کو خبر دار کیا ہے کہ اس معاملے کو زیادہ نہ کرید اجائے کیونکہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے اگر انسان اپنے ناقص اور محدود عقل کی بدولت ان چیزوں کو کریدنے میں لگ جائے تو اس سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

دوسری طرف اگر انسانی جسم کی بات کی جائے تو اسلام سے قبل یہ یقین کیا جاتا تھا کہ بچے کی پیدائش حیض کی خون سے ہوتی ہے جبکہ قرآن اور حدیث کے علم کو وجہ سے علماء کرام نے ان نظریے کی ہمیشہ سے مخالفت کی کیونکہ قرآن میں واضح الفاظ میں ہے کہ "بچہ نر اور مادہ دونوں جنسی رطوبتوں کے ملاپ سے بنتا ہے"۔

جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر

سائنس کے نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو سائنس جسم کو مادہ(Matter) اور روح کو (Energy)کا نام دیتے ہیں۔

(مادہ اپنی تین حالتوں یعنی ٹھوس، مائع اور گیس پر مشتمل ہوتا ہے اور کثیف ہونے کے باوجود جب وہ ٹھوس سے مائع اور مائع سے گیس میں بدلتا ہے تو اس کی کثافت (Density) بتدریج گھٹنے لگتی ہے اور اس کی ماہیت میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ مادے کی ایک بنیادی خاصیت یہ ہے کہ وہ جگہ گھیر تا ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ برتن میں پانی مادے کی مائع حالت میں موجود ہے۔ برتن میں موجود پانی کو گرم کریں تو وہ حرارت سے بھاپ میں تبدیل ہو کر گیس کی شکل اختیار کرے گا اور پورے کمرے کی فضا میں پھیل جائے گا، جبکہ برتن میں وہ ایک محدود جگہ میں مقید تھا۔ پانی جب گرم ہو کر بھاپ یا گیس کی ہیت اختیار کر گیا تو وہ اپنی کثیف حالت سے لطیف حالت میں منتقل ہو گیا اور وہ اپنی اس حالت میں خالی جگہ میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس عام اصول کے مطابق جب کوئی شے مائع سے ٹھوس حالت میں منتقل ہوتی ہے۔ تو اس کی کثافت میں نسبتاً اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ گھیرنے کی استعداد نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔ یہ عام سائنسی مشاہدہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ مادہ جس قدر کثیف ہو گا، وہ اتنا ہی محدود جگہ میں محصور ہو گا اور وہ جوں جوں لطیف ہوتا جائے گا، توں توں اس کا پھیلاؤ اور حصار بڑھتا چلا جائے گا۔ مادے کی ان تینوں مختلف حالتوں کے فرق سے اس کی کثافت و لطافت کے فرق کا اندازہ ہو گیا)۔[9]

انسانی زندگی کا کیمیائی ارتقاء

قرآن مجید کے مطابق تخلیق انسانی کا ارتقاء تقریباً ان سات مراحل سے گزر کر ہوا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- تراب(inorganic matter)
- ماء(water)

- ❖ طین(clay)
- ❖ طین لازب(Adsorbable clay)
- ❖ صلصال من حماء مسنون(old physically & chemically altered mud)
- ❖ صلصال کالفخار(dried & highly purified clay)
- ❖ سلالہ من طین(extract of purified clay)

(1)تراب(inorganic matter)

"هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ"[10]

"اللہ وہ ذات ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔"

اس آیت میں انسانی زندگی کے ارتقاء کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح انسان کو مراحلہ وار تکمیل کے مراحل میں پہنچایا گیا اور ایک کے بعد دوسری حالت کی طرف منتقل کیا اس میں انسان کے لئے غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ کس طرح مٹی سے انسان کی پیدائش کر کے انسان کو "احسن تقویم" کے درجے پر پہنچایا۔

(2)ماء(water)

انسان کے علاوہ باقی جانداروں کی تخلیق میں بھی پانی کا عنصر موجود ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر انسان کی تخلیق کے ساتھ پانی کا ذکر فرمایا ہے جیسے کہ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا."[11]

"اللہ وہ ذات ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔"

اسی سلسلے میں ایک اور مقام پر ہے کہ

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ[12]

اور ہم نے زمین پر ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔

(3)طین(clay)

ادھر طین سے مراد وہ مٹی ہے جو کہ تراب اور ماء کے مکس ہو جانے سے بنتے ہیں۔ قرآنی ترجمے کے لحاظ سے "تراب" اور "طین" دونوں لفظوں کے لئے مٹی کا لفظ استعمال ہوا ہیں لیکن اصل میں تراب سے مراد خشک مٹی جبکہ طین سے مراد وہ مٹی جو کہ پانی سے گوندھی گئی ہو اس کو گارا بھی کہا جاتا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ.[13]

"اللہ وہ ذات ہے جس نے تجھے مٹی کے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

(4) طین لازب (Adsorbable clay)

تخلیق انسانی کے مراحل میں طین کے بعد طین لازب کا مرحلہ آتا ہے جیسے کہ سورۃ الصافات میں ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ [14]

بے شک ہم نے انسان کو چپکتے گارے سے پیدا کیا۔

’طینِ لازب‘ طین کی اگلی شکل ہے، جب گارے کا گاڑھا پن زیادہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ لغتِ عرب میں ہے:

إذا زال عنه (الطين) قوةُ المآءِ فهو طينٌ لازبٌ.

جب گارے سے پانی کی سیلانیت زائل ہو جائے تو اُسے ’طینِ لازِب‘ کہتے ہیں۔ یہ وہ حالت ہے جب گارا قدرے سخت ہو کر چپکنے لگتا ہے۔[15]

(5) صلصال من حماء مسنون (old physically & chemically altered mud)

طین لازب کے بعد اگلا مرحلہ صلصال من حماء مسنون کا ہے جس سے مراد ہے کہ جب مٹی اور پانی ملا ہوا گارا خشک ہوا اور اس میں بو پیدا ہو گی تو اس بودار مادے سے اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کی تشکیل فرمائی۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ[16]

بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا خشک بجنے والے گارے سے جو کہ بدبودار ہو چکی تھی۔

(6) صلصال کالفخار (dried & highly purified clay)

تخلیق انسانی کے کیمیائی ارتقاء کے چھٹے مرحلے میں صلصال کالفخار کا مرحلہ آتا ہے قرآن پاک میں ہے۔

خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ [17]

ہم نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔

"لفظ ”فَخَّار“ کا مادّہ فخر ہے، جس کے معنی مباہات اور اِظہارِ فضیلت کے ہیں۔ یہ فَاخِر سے مبالغے کا صیغہ ہے، یعنی بہت فخر کرنے والا۔ ”فَخَّار“ عام طور پر گھڑے کو بھی کہتے ہیں اور مترجمین و مفسرین نے بالعموم یہاں یہی معنی مراد لئے ہیں۔ ٹھیکرا اور گھڑا چونکہ اچھی طرح پک چکا ہوتا ہے اور خوب بجتا اور آوازیں دیتا ہے، گویا اپنی آواز اور گونج سے اپنے پکنے، خشک اور پختہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے اِس لئے اُسے فخر کرنے والے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ بھی اپنی فضیلت اور شرف کو ظاہر کرتی ہے۔"[18]

(7) سلالہ من طین (extract of purified clay)

انسان کی تخلیق کے آخری مرحلے کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ [19]

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔

رحم مادر میں انسانی وجود کا ارتقاء:

انسانی وجود کا ارتقاء ان سات مراحل سے گزار کر ہوا ہے جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہیں۔

- Extract of clay سُلٰلۃ من طین
- Spermatic liquid of sperm نطفہ
- Hanging mass clinging to the endometrium of the uterus علقہ
- Chewed lump of chewed substance مضغہ
- Skeletal system عظام
- Muscular system لحم
- New creation خلق آخر

(1) سُلٰلۃ من طین

سائنس بھی کہتی ہے کہ انسان کی تخلیق مٹی (crust of the earth) سے ہوئی ہے۔ جبکہ قرآن بھی کہتا ہے کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ[20]

اور بیشک ہم نے اِنسان کی تخلیق (کی ابتدا) مٹی کے (کیمیائی اجزا کے) خلاصہ سے فرمائی۔

(2) نطفہ

عربی لغت میں نطفہ سے مراد ایک قطرہ یا سیال مادے کا تھوڑا سا حصہ ہے نطفہ کے جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اور عورت کا نطفہ جو متفرق تھا، اسے رحم مادر میں جمع کیا جاتا ہے جس سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔

"ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ"

"پھر ہم نے اُسے نطفہ (تولیدی قطرہ) بنا کر ایک مضبوط جگہ (رحمِ مادر) میں رکھا۔"[21]

"حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ، وَأَجَلُهُ، وَرِزْقُهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ"»

"ہمیں رسول اللہ ﷺ جو صادق و مصدوق ہیں نے بیان فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی خلقت، اس کی ماں کے پیٹ میں نطفہ کی صورت میں چالیس دن جمع کی جاتی ہے، پھر وہ اتنی ہی مدت جما ہوا خون بن جاتا ہے، پھر اتنا ہی عرصہ کیلئے گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتہ کو بھیجا جاتا ہے جو اس کے اندر روح پھونک دیتا ہے، فرشتہ کو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے، چنانچہ وہ اس کا رزق، اس کی عمر، اس کا عمل اور اس کا شقی (بدبخت)

یاسعید(نیک بخت)ہونالکھ دیتاہے،اللہ کی قسم!جس کے سواکوئی معبودِ حق نہیں ہے،تم میں سے کوئی شخص جنت والے کام کرتا رہتاہے،حتی کہ اس کے اور جنت کے مابین ایک ہاتھ کافاصلہ رہ جاتاہے،پھر اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ جہنم والا کوئی عمل انجام دے کر جہنم کالقمہ بن جاتاہے،اور تم میں سے کوئی شخص جہنم والے عمل کرتاہے،حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کافاصلہ رہ جاتاہے،پھر اس کی تقدیر اس پر غالب آتی ہے اور وہ جنت والا عمل کر کے،جنت میں داخل ہو جاتاہے۔"[22]

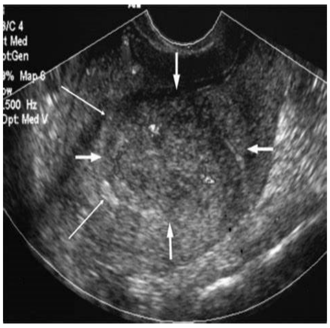

(3)علقہ

علقہ سے مراد گاڑھا جماہوا خون،نطفہ،علقہ اور مضغہ ان تینوں مراحل میں کل 120 دن لگتے ہیں یعنی ایک حالت سے دوسرے میں تبدیل ہونے میں 40دن لگتے ہیں۔

"ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً"

"پھر ہم نے اس نطفہ کو(رحمِ مادر کے اندر جونک کی صورت میں)معلّق وجود بنادیا۔"[23]

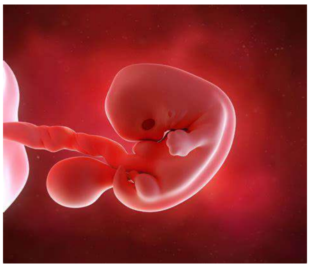

(4)مضغہ

"فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً"[24]

"پھر ہم نے اُس معلّق وُجود کو ایک(ایسا)لوتھڑا بنادیا جو دانتوں سے چبایاہوالگتاہے۔

تخلیق انسانی کا تیسرا مرحلہ مضغہ ہے،مضغہ سے مراد گوشت کی بوٹی جو چبائے جانے کے قابل ہو۔

(5)عظام

"فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا"[25]

"پھر ہم نے اُس لوتھڑے سے ہڈیوں کاڈھانچہ بنایا۔

(6)لحم

"فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا"[26]

"پھر ہم نے اُن ہڈیوں پر گوشت(اور پٹھے)چڑھائے۔

(7)خلقِ آخر

"ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ"[27]

"پھر ہم نے اُسے تخلیق کی دُوسری صورت میں(بدل کر تدریجاً)نشوونمادی،پھر اللہ نے(اُسے)بڑھا کر محکم وُجود بنادیا جو سب سے بہتر پیدا فرمانے والا ہے۔

خلاصۃ البحث

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں موجود ہے ان میں سب سے بڑی نشانی انسان کا اپنا وجود ہے جو انسان اپنے وجود پر غور و فکر کرتا ہے تو اپنے خالق و معبود کو جان لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کے علاوہ بھی کئی مخلوق پیدا کی ہیں اگر ان جانداروں کا انسان سے موازنہ کیا جائے تو انسان کا اشرف المخلوقات ہونے اور باقی مخلوق سے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ انسان کے پاس سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت اس کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں کیونکہ یہ خاصیت کسی دوسرے جاندار کو حاصل نہیں ہیں۔اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے عقل و شعور کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی زندگی کا مقصد پہچانے اور اپنے رب کی عبادت کرئے اور اس کے ساتھ شرک نہ کرئے۔اس موضوع کا اختتام میں علامہ اقبال کے اس شعر پر کرو نگی۔[28]

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتداء کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے(بال جبریل)

حوالہ جات

[1]سورۃ النساء:1

[2]سورۃ الانعام:98

[3]سورۃ البقراہ:253

[4]سورۃ المجادلہ:22

[5]سورۃ المجادلہ:22

[6]سورۃ القدر:4

[7]سورۃ الاسراء:85

[8]محمد طاہر القادری، فلسفہ صوم، منہاج القرآن پرنٹرز لاہور، سن اشاعت:اکتوبر 2023، ص 43۔

[9]حمد طاہر القادری، فلسفہ صوم، منہاج القرآن پرنٹرز لاہور، سن اشاعت:اکتوبر 2023، ص 43۔

[10]سورۃ غافر:67

[11]سورۃ الفرقان:54

[12]سورۃ الانبیاء:30

[13]سورۃ الانعام:2

[14]سورۃ الضافات:11

[15]محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکشنز، سن اشاعت مئ 2001، ص498

[16]سورۃ الحجر:26

[17]سورۃ الرحمنٰ:14

[18]محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکشنز، سن اشاعت مئ 2001۔ ص502

[19]سورۃ المومنون:12

[20]سورۃ المومنون:23

[21]سورۃ المومنون:23

[22]بخاری، ابو عبد اللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، محقق، محمد زهیر بن ناصر، دار طوق النجاۃ، حدیث 3332، ج4، ص133

[23]سورۃ المومنون: 23

[24]سورۃ المومنون: 23

[25]سورۃ المومنون: 23

[26]سورۃ المومنون: 23

[27]سورۃ المومنون: 23

[28]بخاری، ابو عبد اللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، محقق، محمد زهیر بن ناصر، دار طوق النجاۃ، حدیث 3332، ج4، ص133.